ڈاکٹر مقبول حسین گیلانی
پرنسپل، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، ملتان کیمپس، ملتان

حالؔی کے کلام میں اسلامی تعلیمات

Dr Maqbool Hussain Gillani
Principal, University of Education, Multan Campus, Multan

Islamic Thoughts in Hali's Poetry

Altaf Hussain Hali (1837-1914) is a great Urdu poet and a prolific writer. He was also an important pillar of Aligarh movement. He provided a direction and purpose to Urdu prose and poetry. This article is an analytical study of Hali's poetry in the light of Islamic teachings. It also analyses the concepts of nation and nationalism in Hali's poetic contributions. The study of Hali's poetry from this angle is quite revealing and relevant as his views on nation and nationalism is different from the concept of nation and nationalism as understood in today's political, literary writings and poetry.

مولانا الطاف حسین حالؔی (1837-1914) کو وطن کی محبت اور مسلمانوں سے محبت کرنے والے شاعر کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو جگانے کا فرض احسن طریقے سے نبھایا۔ انہوں نے اپنی مثنوی ''حب وطن'' جو انہوں نے 1874ء میں تصنیف کی جس میں انہوں نے برصغیر کے تمام لوگوں کو ایک قوم قرار دیا اور ان اشعار میں اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا۔

بیٹھے بے فکر کیا ہو ہم وطنو
اٹھو اہل وطن کے دوست بنو
مرد ہو تو کسی کے کام آؤ
ورنہ کھاؤ پیو چلے جاؤ
تم اگر چاہتے ہو ملک کی خیر
نہ کسی ہم وطن کو سمجھو غیر
ہو مسلمان اس میں یا ہندو
بودھ مذہب ہو یا کہ ہو برہمو

جعفری ہووے یا کہ ہو حنفی
جین مت ہووے یا ہو بیشنوی
سب کو میٹھی نگاہ سے دیکھو
سمجھو آنکھوں کی پتلیاں سب کو

حالی کے ان اشعار میں اتحاد اور یگانگت کو بطور خاص دیکھا جا سکتا ہے۔ حالؔی نے اپنے کلام کے ذریعے اتفاق کا درس درِ دل کے ساتھ دیا اُن کے خیال میں وطن کی سلامتی خوشحالی اور آزادی اتحاد کے ذریعے ہی ممکن ہے نہیں تو غلام مقدر بنے گی۔ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ہند میں اتفاق ہوتا اگر
کھاتے غیروں کی ٹھوکریں کیوں کر
قوم جب اتفاق کھو بیٹھی
اپنی پونجی سے ہاتھ دھو بیٹھی
ایک کا ایک ہو گیا بد خواہ
لگی غیروں کی پڑنے تم پہ نگاہ
پرھ گئے بھائیوں سے جب بھائی
جو نہ آنی تھی وہ بلا آئی
پاؤں اقبال کے اکھڑنے لگے
ملک پر سب کے ہاتھ پڑنے لگے
کبھی تورانیوں نے گھر لوٹا
کبھی درانیوں نے زر لوٹا
کبھی نادر نے قتل عام کیا
کبھی محمود نے غلام کیا
سب سے آخر کو لے گئی بازی
ایک شائستہ قوم مغر ب کی

ان اشعار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولانا الطاف حسین حالؔی ملک کو ایک قوم سے تعبیر کرتے ہیں اور اُن کے خیال میں مذہب کی بنیاد پر تفریق مناسب نہیں۔ حالؔی کے درج ذیل اشعار سے اس خیال کی مزید توثیق ہوتی ہے۔

ملک میں جو مرض ہیں عالم گیر
قوم پر ان کی فرض ہے تدبیر

ہیں سدا اس ادھیڑ بن میں طبیب
کہ کوئی نسخہ ہاتھ آئے عجیب
قوم کو پہنچے منفعت جس سے
ملک میں پھیلیں فائدے جس کے
سیکڑوں گل رخ اور مہ پارے
لاڈلے ماں کے، باپ کے پیارے
جان اپنی لیے ہتھیلی پر
کرتے پھرتے ہیں بحرو بر کے سفر
شوق یہ ہے کہ جان جائے تو جائے
پر کوئی بات کام کی ہاتھ آئے
جس سے مشکل ہو کوئی قوم کی حل
ملک کا آئے کوئی کام نکل

قافلے تم سے بڑھ گئے کوسوں
رہے جاتے ہو سب سے پیچھے کیوں
قافلوں میں اگر ملا چاہو
اور قوم کا بھلا چاہو

ذات کا فخر اور نسب کا غرور
اٹھ گئے اب جہاں سے یہ دستور
اب نہ سید کا افتخار صحیح
نہ برہمن کو شدر پر ترجیح
ہوئی ترکی تمام خانوں کی
کٹ گئی جڑ سے خاندانوں کی
قوم کی عزت اب ہنر سے ہے
علم سے یا کہ سیم و زر سے ہے

ان اشعار میں حالؔی نے اتحاد امت کا تصور عمدہ انداز میں پیش کیا ہے بعد ازاں حالی کے تصورات میں تبدیلی بھی آتی گئی۔مندرجہ ذیل اشعار دیکھیں۔

یہ ہے مانی ہوئی جمہور کی رائے
اسی پر ہے جہاں کا اتفاق اب
کہ نیشن وہ جماعت ہے کم از کم
زبان جس کی ہو ایک اور نسل و مذہب
مگر وسعت اسے بعضوں نے دی ہے
نہیں جو رائے میں اپنے مذبذب
وہ نیشن کہتے ہیں اس بھیڑ کو بھی
کہ جس میں وحدتیں مفقود ہوں سب
زباں اس کی نہ ہو مفہوم اس کو
ہوں آدم تک جدا سب کے جد و اب
جو احد لاشریک اس کا خدا ہو
تو لاکھوں اُس کے ہوں معبود اور رب

اس نظم میں حالؔی نے کہا کہ جس قوم کی زبان ایک ہو، مذہب ایک ہو اور جو ایک نسل سے تعلق رکھتی ہو وہ واقعی قوم ہے۔ حالؔی نے 1903ء میں نظم ''فلسفہ ترقی'' رقم کی کہتے ہیں۔

قوم تھی یونان کی دنیا میں اک محدود قوم
ہو گئی حبِ وطن سے فخر اقوام جہاں
قوم کس گنتی میں ہے وہ، دل نہ ہوں جس کے ملے
گو کہ وہ کثرت سے اپنی گھیر لے سارا جہاں

وہ رسول ہاشمی ؐ وہ رحمۃ اللعالمینؐ
پیروی کا جس کی دم بھرتے ہو تم صبح و مسا
جانتے ہو قوم سے تھا اپنی اس کا کیا سلوک
اس طرف سے تھی جفا اور اس طرف سے تھی دعا
کون سی تکلیف تھی جو قوم نے اس کو نہ دی
پر کبھی چاہا نہ اس نے قوم کا اپنی برا
جب اُحد میں ہو گیا دندانِ پاک اُسؐ کا شہید
قوم کے حق میں نہ نکلا منہ سے کچھ اس کے سوا
''کر ہدایت قوم کو یارب! کہ ہیں معذور سب
ان کی عقلوں پر ہے پردہ جہل و غفلت کا پڑا''

(1)

قوم کے حملے رہے جب تک کہ اس کی ذات پر
خندہ پیشانی سے سب ان کے سہے جور و جفا
پر لگی جب قوم سب مل مٹانے نام حق
اور خدا کا پوجنا بندوں کو مشکل ہو گیا
غیرت حق نے نہ دی پھر مہلت صبر و شکیب
دین کی آخر حمایت پر کھڑا ہونا پڑا
لشکر حق سے مگر جب ہو گئی مغلوب قوم
پھر وہی شفقت وہی رحمت وہی احسان تھا
تھی یہی وہ قوم جس کے حق میں فرماتے تھے آپ
''ہے عرب کی دوستی جز دین اور ایمان کا''

(2)

تھی یہی وہ قوم تھا جس کے لیے ارشاد یہ
قوم کا خادم، آقا سب کا بے چون و چرا''

(3)

حالی نے اپنی کئی نظموں میں تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق امتیازات کو ختم کر کے اتحاد اور یگانگت کا درس دیا اور صلح پر زور دیا۔ فرماتے ہیں۔

ہندوں سے لڑیں نہ گبر سے بیر کریں
شر سے بچیں اور شر کے عوض خیر کریں
جو کہتے ہیں یہ کہ ہے جہنم دنیا
وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں

حالی مسلمانوں کے اجتماعی مفادات کے لیے کوشاں رہے انہوں نے تحریکِ علی گڑھ کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک معزز قوم کی حیثیت سے ترقی کی منازل طے کرنے کا خواب دیکھا۔ انہوں نے مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا کرنے کی سعی کی۔ انہوں نے اپنی نظموں ''مدرسۃ العلوم مسلمانان'' (1880)، ''مسلمانوں کی تعلیم'' (1889)، ''قوم کا متوسط طبقہ'' (1891)، ''جشنِ قومی'' (1892)، ''صدائے گدایانِ قوم'' (1893)، ''دہلی کا جلسہ کانفرنس'' (1892)، ''تحفۃ الاخوان'' (1902) میں مسلمانوں کو بیدار کیا۔ آپ کی نظم ''شکوہ ہند'' (1888) کے بارے میں معین احسن رقمطراز ہیں۔ حالی نے مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کا تصور۔۔۔ شد و مد کے ساتھ پیش کیا ہے۔ (4) یہ بند دیکھئے:

یہاں اور ہیں جتنی قومیں گرامی
خود اقبال ہے آج ان کا سلامی

تجارت میں ممتاز، دولت میں نامی
زمانے کے ساتھی، ترقی کے حامی
نہ فارغ ہیں اولاد کی تربیت سے
نہ بے فکر ہیں قوم کی تقویت سے

حالیؔ واقعہ کربلا کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

پردہ ہو لاکھ کینۂ شمر و یزید کا
چھپتا نہیں جلال تمہارے شہید کا
مضمون ہے دل میں نقش لدینا مزید کا
کونین سے بھرے گا نہ دامن امید کا (6)

حالیؔ نے ان اشعار میں کربلا کے واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے مراد ہے کہ باطل کی طاقت حق کی آواز کو دبا نہیں سکتی۔ رسول کریم ﷺ کی شان میں نعت کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

یا ملکی الصفات و یا بشری القویٰ
فیک ولیل علی انک خیرالوریٰ
اٹھا ہدایت کو تو عین ضرورت کے وقت
جیسے کہ ہنگام قحط قبلہ سے اٹھے گھٹا (7)

واعظ کے بارے میں حالی کا کلام دیکھیں۔

یہ ہیں واعظ سب پہ منہ آتے ہیں آپ
ناصح قوم اس کے یہ کہلاتے ہیں آپ
بس بہت طعن و ملامت کر چکے
کیوں زبان رندوں کی کھلواتے ہیں آپ (8)

مندرجہ بالا اشعار میں واعظوں پر خوبصورت انداز میں تنقید کی گئی ہے۔ تبلیغ کرنا ایک مذہبی فریضہ ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار میں حالیؔ مسلمانوں کو یوں اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔

گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر
گِرہ میں لیا باندھ حکم پیغمبرؐ
کہ ''حکمت'' کو اک گم شدہ مال سمجھو
جہاں پاؤ اپناؤ اسے مال سمجھو (9)

ان اشعار میں حدیث مبارکہ کی خوبصورت انداز میں تشریح کی گئی ہے۔ ایک اور شعر ملاحظہ ہو جس میں مسلمانوں کو شرم دلائی گئی ہے۔

وہ یاں اہل دولت کو ہیں شیر مادر
نہ خوفِ خدا ہے نہ شرمِ پیمبر (10)

مگر حالی مایوس بھی نہیں ہے۔ آس کا دامن بھی نہیں چھوڑتے۔ فرماتے ہیں۔

یہی ہیں وہ نسلیں مبارک ہماری
کہ بخشیں گی جو دین کی استواری
کریں گی یہی قوم کی غم گساری
انہیں پر امیدیں ہیں موقوف ساری
یہی شمع اسلام روشن کریں گی
بڑوں کا یہی نام روشن کریں گی (11)

حالیؔ مندرجہ ذیل اشعار میں مسلمانوں کو بزرگوں کا دور اسطرح یاد دلاتے ہیں۔

کرو یاد اپنے بزرگوں کی حالت
شدائد میں جو ہارتے تھے نہ ہمت
اٹھاتے تھے برسوں سفر کی مشقت
غریبی میں کرتے تھے کسب فضیلت
جہاں کھوج پاتے تھے علم وہنر کا
نکل گھر سے لیتے تھے رستہ ادھر کا (12)

الطاف حسین حالی نے اپنی شاعری کے ذریعے اسلامی تعلیمات کو اجاگر کیا۔ خاص طور پر مسدس ''مدوجزر اسلام'' میں مسلمانوں کی ترقی اور تنزل کے اسباب بیان فرمائے۔ (13) حالیؔ کا نقطہ ونگاہ سائنس اور استقرار ہے انہوں نے اپنی قوم کو نقشِ سلیمانی بھی دیا۔ فرماتے ہیں۔

اے عزیزو تم بھی ہو آخر بنی نوع بشر
غل ہے کیا نوع بشر کچھ ہمیں بھی ہے خبر
کر رہا ہے خاک کا پتلا وہ جو ہر آشکار
ہو رہی ہے جس سے شانِ کبریائی جلوہ گر
کل کی تحقیقات سے نظروں سے اتر جاتی ہے آج
بڑھ رہا ہے دم بہ دم یوں آج کل علمِ بشر (14)

حالی نے مسلمانوں کو قومی اور سیاسی شعور دیا۔ انہوں نے اتحاد کو قومی زندگی کا سنگِ بنیاد بتایا۔ انہوں نے بغاوت اور نا امیدی کی درمیان ایسا راستہ نکالا جو ایک جانب نئے خیالات کو قریب لانے، نئی صنعتی زندگی کی برکتوں کا خیر مقدم کرنے، حقیقت پسند اور موقع شناس بنانے میں مدد کرتا تھا۔ دوسری جانب انہیں اپنے یعنی متوسط طبقے کے مفاد کا مبلغ اور علمبردار بناتا تھا۔ حالیؔ کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے ترقی کے امکانات کا اندازہ لگایا تھا اور مایوسی کا طلسم توڑنے کی جدوجہد کا سبق دیا۔ (15)

''مقدمہ شعروشاعری'' اردو کی پہلی تصنیف ہے جس میں ادب اور زندگی کے تعلق کا مسئلہ چھیڑا گیا ہے۔ حالؔی اس تصنیف کو اسی مسئلہ سے شروع کرتے ہیں اور اس سے متعلق جتنے بھی خیالات ان کے ہاتھ لگے ان کو بغیر کسی فسلفیانہ منطقی یا نفسیاتی ربط میں لائے اکثر بلا ضرور تکرار کے ساتھ اپنی لاجواب نثر میں ادا کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ شاعری کی سوسائٹی میں ضرورت اور شاعر کے سلسلہ تمدن میں دخل کو واضح کر دیں''۔ (16)

مولانا الطاف حسین حالؔی نے علامہ اقبال کی طرح مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگانے کی کوشش کی۔ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے تراجم اور مفہوم کو شاعری میں لا کر مسلمانوں کو جھنجوڑا۔ انہوں نے ایک ایسی قوم کو مخاطب کیا جو بے راہ ہے پر گمراہ نہیں ہے وہ رستے سے بھٹکے ہوئے ہیں مگر رستے کی تلاش چپ و راست نگراں ہیں۔ ان کے ہنر مفقود ہو گئے ہیں مگر قابلیت موجود ہے ان کی صورت بدل گئی ہے مگر ہیولیٰ باقی ہے ان کے قویٰ مضمحل ہو گئے ہیں مگر زائل نہیں ہوئے۔ ان کے جوہر مٹ گئے ہیں مگر پھر بھی نمودار ہو سکتے ہیں۔ ان کے عیبوں میں خوبیاں بھی مگر چھپی ہوئی ان کے خاکستر میں چنگاریاں بھی ہیں مگر دبی ہوئی۔

نہ بد خواہ ہے دین ایمان کا کوئی
نہ دشمن حدیث اور قرآں کا کوئی
نہ ناقص ہے ملت کے ارکاں کا کوئی
نہ مانع شریعت کے فرماں کا کوئی
نمازیں پڑھو بے خطر معبدوں میں
اذانیں دھڑلے سے دو مسجدوں میں (17)

حوالہ جات

1۔ الحدیث۔اللھم اھد قومی فانھم لاتعلمون
2۔ الحدیث۔حب العرب من الایمان۔
3۔ الحدیث۔سید القوم خادمھم
4۔ جذبی معین احسن لکھنؤ احباب پبلیشرز ستمبر 1959ء۔ص 107۔
5۔ مکتوب بنام عبدالحلیم شرر، جون 1904ء، مکاتبِ حالی، اردو مرکز لکھنؤ، 1950ء۔ص 54۔
6۔ حاؔلی الطاف حسین، دیوانی حالی، لاہور، ایم فرمان علی، س ن، ص 72-71۔
7۔ ایضاً۔ص 73-72
8۔ ایضاً۔ص 92
9۔ حالی الطاف حسین، مسدس حالی، لاہور، تاج بک ڈپو، 1303ھ، ص 28۔
10۔ ایضاً، ص 49۔
11۔ ایضاً، ص 77۔
12 ایضاً، ص 114۔
13۔ اعجاز حسین سید ڈاکٹر، مختصر تاریخ ادب اردو، کراچی، اردو اکیڈمی 1956ء، ص 161۔
14۔ اے۔جی نیازی پروفیسر، تنقیدی رس، لاہور، عشرت پبلیشنگ ہاؤس، 1965ء، ص 279۔
15۔ ایضاً، ص 306۔
16۔ فاروقی محمد احسن، اردو میں تنقید لکھنؤ، س ن، ص 38۔
17۔ حاؔلی الطاف حسین، مسدس حالی، لاہور، تاج بک ڈپو، 1303ھ، ص 80۔